کتاب نما

اسلامی نظام: ایک فریضہ، ایک ضرورت : از ڈاکٹر یوسف القرضاوی۔ مترجم : محمد طفیل انصاری۔ ناشر: البدر پبلی کیشنز، اردو بازار لاہور۔ صفحات : ۳۱۲۔ قیمت : ۶۰ روپے۔

یہ کتاب عالمِ اسلام کے معروف دانش ور ادیب ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی زیر نظر تصنیف "الحل الاسلامی، فریضہ و ضرورۃ" کا اردو ترجمہ ہے۔ ایک محقق اور مفکر کی حیثیت سے موصوف کا مقام بہت بلند ہے۔ انھوں نے اپنی تحریروں کے ذریعے نئی نسل کے ذہنوں سے شکوک و شبہات کے جالوں کو صاف کرنے اور ان کے اسلامی شعور کو بیدار کرنے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ وہ محض ادیب نہیں، دعوتِ دین کے سلسلے میں عملی تجربے سے بھی مالا مال ہیں۔ ان کی تصانیف غلبۂ اسلام کی جدوجہد میں مصروف لوگوں کے لیے، خاص طور قابلِ توجہ رہی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب بھی انھی خصوصیات کی آئینہ دار ہے۔

زیرِ نظر کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے۔ مصنف نے اسلامی نظام کے لیے انقلاب کی ضرورت و اہمیت واضح کرنے کے بعد، اسلامی نظام کے خدوخال اور اس کے فوائد بیان کیے ہیں، پھر ان شرائط کا ذکر کیا ہے جنھیں پورا کیے بغیر اسلامی نظام کا قیام ممکن نہیں ہے۔ ان شرائط میں اسلامی حکومت کا قیام، صرف ماخذ اسلام سے استفادہ، پورے دین پر عمل، اسلام پر استقامت، اسلام ہی کو مقصد حیات بنانا اور اس کے ذریعے مادی خوشحالی اور دنیاوی سربلندی کے حصول کی کوشش شامل ہیں۔ مختصر یہ کہ فاضل مصنف نے اسلام کو ایک قابلِ عمل اور نتیجہ خیز اجتماعی تحریک کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔ ان کے نزدیک اس تحریک میں یہ صلاحیت ہونی چاہیے کہ یہ بتدریج نہ صرف مسلم معاشرے کے اندر اپنی تائید و حمایت اور اثرات کا دائرہ وسیع کرتی جائے بلکہ بیرونی طاقتوں اور قومی جماعتوں کی مخالفانہ سرگرمیوں اور اندرونی کمزوریوں پر قابو پانے کی صلاحیت بھی رکھتی ہو۔ اس ضمن میں ڈاکٹر یوسف القرضاوی نے ماضی کی اسلامی تحریک کی کامیابیوں اور ناکامیوں کا جائزہ بھی لیا ہے۔ فاضل مصنف کا انداز عالمانہ اور محققانہ ہے۔ مسائل کے تجزیے میں، عملی طرزِ فکر اور مدلل انداز نے کتاب کی افادیت کو دوچند کر دیا ہے۔

جناب محمد طفیل انصاری نے کتاب کا ترجمہ کر کے ایک اہم علمی و دینی خدمت انجام دی ہے۔ شاید یہ پہلی مبسوط کتاب ہے جسے انھوں نے عربی سے اردو میں منتقل کیا ہے لیکن یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ انھوں نے ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی ترجمانی میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی ہے۔ تاہم بعض مقامات پر اصطلاحات کے ترجمے اور اسما کے اندراج میں اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، مثلاً ص ۶۹ پر عورتوں کے لیے انگریزی اصطلاح better half کا ترجمہ "بہترین نصف" کیا گیا ہے۔ ص ۱۷۱ پر ٹیکنالوجی کا ترجمہ "تکنیک" کیا گیا ہے۔ ص ۱۸۱ پر میکسم گورکی کو "ماکسیم جورکی" لکھا گیا ہے۔ اسی طرح ص ۱۶۷ پر بالشوزم کو "بالشفیت" کا نام دیا گیا ہے۔ اگر تھوڑی سی مزید توجہ صرف کی جاتی تو زبان و بیان کو بہتر بنایا جا سکتا تھا۔ مترجم نے متعدد مقامات پر مفید حواشی کا اہتمام کیا ہے جو یقیناً لائق تحسین کام ہے۔ اسی طرح اگر بعض عربی عبارات پر اعراب کا اور صفحات ۶۸، ۶۹، ۱۰۵ اور ۱۳۰ وغیرہ پر عربی عبارات کے حوالے دینے کا اہتمام بھی کیا جاتا، تو نہ صرف پیشکش کے اسلوب میں یکسانیت ہوتی بلکہ قارئین کو بھی فائدہ پہنچتا۔ امید ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں کتاب کو ان پہلوؤں سے بھی بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

جدید نظریات کی شکست اور اسلامی نظام کی ضرورت : از ڈاکٹر عباسی مدنی، مترجم : خلیل احمد حامدی۔ ناشر: ادارۂ معارف اسلامی منصورہ لاہور۔ صفحات : ۲۰۷۔ قیمت درج نہیں۔

یہ امر واقعہ ہے کہ آج دنیا کی واحد غالب تہذیب مغربی تہذیب ہے جو اپنے بے پناہ مادی وسائل کے بل بوتے پر اپنے اثرات کی ہمہ پہلو توسیع میں بڑی شدت اور مستعدی و چالاکی کے ساتھ سرگرم ہے۔ لیکن مغربی تہذیب کا یہ غلبہ کیا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کی اساس حق و راستی پر ہے؟ اور کیا اس نے انسانی زندگی کو حقیقی راحت و مسرت سے ہمکنار کر دیا ہے؟ اسلامک سالویشن فرنٹ الجزائر کے صدر ڈاکٹر عباسی مدنی کی زیرِ نظر تصنیف اسی سوال کے مختلف پہلوؤں سے بحث کرتی اور اس کا جواب دیتی ہے۔

ڈاکٹر عباسی مدنی مفکرانہ بصیرت کے مالک ہیں۔ انھوں نے علمی انداز میں مغربی تہذیب کا جائزہ لیا ہے اور یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سائنسی دنیا میں غیر معمولی کامیابیاں حاصل کرنے کے باوجود مغرب، انسان کے معاشرتی اور تہذیبی مسائل کا کوئی حل تلاش نہیں کر سکا ہے، بلکہ اس نے زوالِ انسانیت کے دروازے کھول دیے ہیں۔ ڈاکٹر عباسی مدنی کے نزدیک جہاں تک مغربی فضلا کی سائنسی اور مادی کامیابی کا تعلق ہے، اس کا اصل سبب یہ ہے کہ انھوں نے اپنی تحقیق کو صحیح بنیادوں پر جاری رکھا اور زمین و آسمان

کی وسعتوں میں پھیلے ہوئے حقائق کی دریافت کا فطری طریقہ اپنایا۔ اپنی کاوشوں کے ثمرات سے اس کے نتیجے میں وہ بہرہ ور بھی ہوئے، لیکن تہذیبی اور معاشرتی مسائل میں فطری طریقے سے انحراف نے انھیں روحانی اضطراب میں مبتلا کر دیا، اور ان کی گمراہی کرۂ ارض کے امن و امان کو تباہ کرنے کا باعث بھی بنی۔ ڈاکٹر عباسی مدنی نے اس فاسد رَوش کی خامیوں کو بڑے مدلل انداز سے واضح کیا ہے۔ ان کے نزدیک انسان کے تہذیبی مسائل اس حکمت کے تحت حل ہو سکتے ہیں، جو انبیا نے اختیار کی اور جس کا اصل ماخذ اللہ تعالٰی کی ذات ہے۔

جناب عباس مدنی کی یہ تصنیف ان کے متوازن فکر کی غماز ہے۔ وہ مغربی فکر کے منفی پہلوؤں کے ساتھ اس کے مثبت پہلوؤں پر بھی روشنی ڈالتے ہیں۔ اسی طرح اسلامی تہذیب کے اثرات پر بحث کرتے ہوئے وہ امت مسلمہ کی عملی کوتاہیوں کو نظرانداز نہیں کرتے اور اس کو ان ذمے داریوں کا احساس دلاتے ہیں جن سے عہدہ برآ ہوئے بغیر وہ انسانیت کی تعمیر نو میں بھرپور کردار ادا نہیں کر سکتی۔ فاضل مصنف نے اپنے دعاوی کی بنیاد محکم دلائل پر رکھی ہے اور انھوں نے کہیں بھی اپنے مخصوص استدلالی اسلوب کو ترک نہیں کیا۔ ان کا انداز بحث تجزیاتی ہے اور وہ اپنے دلائل کو نہایت مرتب صورت میں پیش کرتے ہیں تاکہ قاری ان سے موزوں نتائج اخذ کر سکے۔

یہ کتاب ظاہری حسن سے بھی مزین ہے تاہم پروف ریڈنگ اور کاپی جوڑنے میں ضروری احتیاط ملحوظ نہیں رکھی گئی۔ توقع ہے کہ الجزائر کے عصری سیاسی تغیرات اور تحریکِ اسلامی کی تازہ پیش رفت کے حوالے سے یہ کتاب دلچسپی سے پڑھی جائے گی۔ (ڈاکٹر رحیم بخش شاہین)

آپریشن صومالیہ : از رفیق ڈوگر۔ ناشر: دید و شنید پبلی کیشنز لیمٹڈ، لاہور۔ صفحات: ۱۷۶۔ قیمت: ۱۴۰

پاکستانی فوج امریکا کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور بقول جنرل عبدالوحید، پریسلر ترمیم ہٹانے کے لیے برادر مسلم ملک صومالیہ میں برسرپیکار ہے۔ ایک سنگین واقعے کے بعد ۳۰ لاشیں بھی آچکی ہیں۔ لیکن اس کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پریس نے اہل وطن کو اس کے دور رَس اور خطرناک مضمرات سے آگاہ نہیں کیا۔ ہماری فوج وہاں موجود ہے اور اس سے مغرب، بلکہ امت مسلمہ کے دشمنوں کے مقاصد پورے ہو رہے ہیں۔ آپ اپنے کسی تعلیم یافتہ نوجوان سے اس بارے میں دریافت کریں تو شاید وہ بالکل کورے نکلیں۔ ایسے میں رفیق ڈوگر کا سفر صومالیہ اور پھر اس موضوع پر پوری کتاب لکھ کر شائع کر دینا نہایت خوشگوار عمل ہے۔ یہاں اس طرح کتابیں لکھنے اور شائع کرنے کی روایت موجود ہوتی

(لیکن اس کا تعلق شاید خواندگی کی شرح سے نکلے) تو جن افریقی ممالک میں ہمارے پڑھے لکھے ہزاروں لوگ برسوں ملازمت کر کے آگئے، ان کے بارے میں درجنوں کتابیں بازار میں دستیاب ہوتیں۔

صومالیہ ایک آزاد مسلم ملک ہے (یا تھا) لیکن ایک آمر نے اسے اس حال کو پہنچا دیا کہ وہاں یو این او کا نام لے کر امریکی افواج آئیں۔ یہ "بہادر افواج" قحط زدہ اور مفلوک الحال لیکن غیرت مند صومالیوں کے ایک ہی ہلے میں واپس چلی گئیں لیکن اپنے مقاصد پورا کرنے کے لیے پاکستانی افواج کو نبرد آزما ہونے کے لیے چھوڑ آئیں۔ یہ نہایت وفاداری سے خدمات انجام دے رہی ہیں اور خوش ہیں کہ راستے میں عمرہ کر لیتے ہیں، اہل خانہ کو کینیا کی سیاحت کا موقع مل جاتا ہے، اور تنخواہ ایک ہزار ڈالر کے بین الاقوامی شرح کے مطابق ۳۰ نہ سہی ۱۲، ۲۰ ہزار روپے تک مل جاتی ہے۔

رفیق ڈوگر نے "عظیم رہبر، عظیم قاتل" کے عنوان سے زیاد برے کے دور اور اس انجام تک پہنچنے کی جو داستان رقم کی ہے، وہ رونگٹے کھڑے کر دینے والی ہے۔ استعمار کے ہاتھوں اور ایجنٹوں کے ذریعے اپنی نام نہاد آزادی کے باوجود یہ مسلمان قوم مظالم سہ سہ کر کس حال کو پہنچ گئی۔

لیکن اصل تصویر تو آپریشن کی ہے جس میں امریکا کے مقاصد اور ہمارا اور ہماری فوج کا کردار کھل کر سامنے آتا ہے۔ صومالیہ کی کوئی انچ زمین تیل سے خالی نہیں۔ اسی طرح یورینیم کے وسیع ذخائر بھی موجود ہیں۔ امریکی کمپنیوں نے اپنی شرائط پر معاہدات کر رکھے ہیں، وہ نہیں چاہتے کہ اپنے ملک کا کوئی خیر خواہ حکمران برسرِاقتدار آ کر انھیں چیلنج کرے۔ امریکا نہایت عیاری سے مسلمان ملکوں کے درمیان باہمی دشمنی کی دیواریں کھڑی کرتا ہے۔ اسے تو کسی ایک مسلمان ملک کے عوام کے باہمی اتحاد میں بھی خطرہ نظر آتا ہے، چنانچہ ان کو آپس میں لڑانے اور حکومت اور عوام کو لڑا کر ملک کو کمزور کرنے میں پیش پیش ہے

مصنف کے بقول "ہمارے حکمران بھی زیاد برے کے نقش پا پر چلے جا رہے ہیں اور اپنے مخالفین کو کچل کر دیوار سے لگانے اور ملکی مفادات کا سودا کر کے امریکا کی تائید و حمایت سے اقتدار پر قابض رہنے کے راستے پر چل رہے ہیں"۔ صومالیہ میں یہ حال ہے کہ ایک حاملہ خاتون، امریکی سپاہی کی گولی سے ہلاک ہوئی جو پاکستانی مورچے سے چلائی گئی تھی۔ ساری دنیا میں پاکستان کی خوب بدنامی ہوئی۔ سب کو حقیقت حال معلوم تھی۔ لیکن ہماری فوج اور حکومت کو وضاحت کرنے کی جرأت نہ تھی۔ مصنف نے واضح کیا ہے کہ کس طرح "ہماری اعلیٰ فوجی کمان اور حکومت نے متعدد مواقع پر بلکہ مسلسل ملکی اور قومی مفادات سے بے نیازی برتی"۔

صومالیہ کا مطالعہ ہم پاکستانیوں کے لیے، ایک مسلمان ملک کے بارے میں استعمار کی پالیسی کو سمجھنے کے لیے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ کاش کہ مصنف (یہ شاید خود ہی ناشر ہیں) اتنی جاندار تحریر کے حسن

کو، رموز و اوقاف سے بے نیازی اور پروف کی بے افراط اغلاط سے داغ دار نہ کرتے، اور کاش کہ جہاں انھوں نے اتنی تصاویر دی ہیں، صومالیہ کی جغرافیائی پوزیشن کی وضاحت کے لیے ایک دو نقشے بھی شامل کر دیتے۔

ملک شام کی عظیم الشان فتوحات اور صحابہ کرام کے مجاہدانہ کارنامے : از مولانا فضل محمد۔ ناشر : ادارہ دعوت اسلام، جامعہ یوسفیہ نبویہ شرف آباد، کراچی۔ صفحات ۲۸۰۔ قیمت درج نہیں۔

مصنف نے یہ کتاب واقدی کی بلاد الشام سے اور کہیں کہیں البدایہ والنہایہ کی مدد سے مرتب کی ہے۔ واقدی کے بارے میں وہ کہتے ہیں کہ "واقدی پر فن حدیث میں اگرچہ کلام ہے، لیکن وہ فن تاریخ کا امام اور مستند عندالانام ہے"۔ چنانچہ سرورق پر "ایمان افروز، عام فہم اور مستند تاریخی حقائق" کا ذیلی عنوان دیا گیا ہے۔ آج، جب کہ جہاد کی نئی داستانیں رقم ہو رہی ہیں، اس کتاب کا مطالعہ یقیناً اہل ایمان کا خون گرم کرنے کا باعث ہو گا۔ (مسلم سجاد)

قرآنی مقالات : مرتبہ : ادارہ علوم القرآن علی گڑھ۔ ناشر: دار التذکیر، ۲۴۲ علامہ اقبال روڈ نزد پل نہر دھرم پورہ لاہور۔ صفحات : ۳۲۰۔ قیمت درج نہیں۔

قرآن مجید سے متعلق اہم موضوعات پر ۲۶ علمی و تحقیقی مضامین کا یہ مجموعہ، مجلّہ "الاصلاح" میں شائع شدہ مقالات کا ایک انتخاب ہے۔ "الاصلاح" قرآنیات کا اختصاصی رسالہ تھا اور ۱۹۳۶ سے ۱۹۳۹ تک مولانا امین احسن اصلاحی کے زیر ادارت شائع ہوتا رہا۔ رسالۂ مذکور کم یاب ہے، اس اعتبار سے ادارۂ علوم القرآن نے زیر نظر کتاب کی شکل میں، قرآنیات کے شائقین کو ایک نادر اور گراں قدر علمی تحفہ فراہم کیا ہے۔ مضامین کے عنوانات (ترتیب و نظام قرآن۔ نظم قرآن۔ حروف مقطعات۔ اسماء سور۔ قرآن میں تکرار کی نوعیت اور قصہ آدم و شیطان۔ قرآن مجید اور سجع۔ نجات کا قرآنی تصور۔ تقویٰ۔ خلوص۔ لفظ آلاء کی تحقیق۔ اقسام قرآن۔ وَالنَّجْمِ اِذَا هَوٰى۔ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ کی صحیح تاویل وغیرہ) اور مقالہ نگاروں (مولانا حمید الدین فراہی، مولانا امین احسن اصلاحی، مولانا اختر احسن اصلاحی، مولانا ابوالیث اصلاحی ندوی، مولانا بدر الدین اصلاحی اور مولانا حافظ عبدالاحد اصلاحی وغیرہم) کے اسما اور علمی مقام و مرتبے سے، مجموعے کی اہمیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ادارۂ علوم القرآن نے مضامین کے انتخاب پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ تدوین کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے مضامین کے حوالوں کی تکمیل، احادیث و اشعار کی تخریج اور ضروری حواشی و تعلیقات کا اضافہ بھی کیا ہے۔

جدید مسلم ذہن کے معمار: از صادق حسین طارق۔ ناشر: سعید اینڈ برادرز، پوسٹ بکس ۱۵۵۴، جی پی او، راولپنڈی۔ صفحات: ۲۱۴۔ قیمت ۷۵ روپے۔

مصنف نے قریبی زمانے کی بعض "قابل احترام اور جلیل القدر" شخصیات کے افکار و اعمال کا تعارف اور ان کے کارناموں اور اثرات کا تنقیدی تجزیہ پیش کیا ہے۔ ان میں محمد بن عبدالوہاب، جمال الدین افغانی، سرسید احمد خان، مفتی محمد عبدہ اور علامہ اقبال شامل ہیں۔ مسلمانوں میں مغربی نظریہ قومیت کی اشاعت کے ضمن میں ضیا گو کلپ، مدحت پاشا، کمال اتاترک، سعد زاغلول پاشا، اور کرنل لارنس کا کردار بھی مختصراً زیر بحث آیا ہے۔ اسی طرح سنوسی تحریک، اشتراکیت اور فلسفہ قومیت پر بھی کلام کیا گیا ہے۔

مصنف کا مقصود یہ ہے کہ ایک طرف تو "حقائق" کو سامنے لایا جائے اور دوسری طرف ملت اسلامیہ کے ان "محسنوں کے احسانات" کو اجاگر کیا جائے۔ کوئی شبہ نہیں کہ طارق صاحب بڑی حد تک اپنے مقصد میں کامیاب رہے ہیں۔ انھوں نے زیر بحث شخصیات (و موضوعات) پر ضروری اور مناسب مطالعے کے بعد قلم اٹھایا ہے اور بڑی حد تک معروضی انداز سے بحث کی ہے۔ مصنف کا زاویہ فکر و نظر درست اور خیالات متوازن ہیں، مثلاً یہ کہ محمد بن عبدالوہاب کی دعوت کو سیاسی اغراض کے تحت "وہابیت" کا نام دیا گیا ہے حالانکہ یہ "مسلمانوں میں حقیقی روح پیدا کرنے کی ایک کوشش تھی"۔ سرسید کی اصلاحی کوششوں کے اعتراف کے ساتھ ساتھ، ان کے بعض افکار پر تنقید کرتے ہوئے کہا ہے کہ: "سرسید کی مذہبی زندگی اور مذہبی افکار کا پہلو بہت مشکوک اور مشتبہ ہے"۔ اور: "یہ حقیقت ہمیشہ ان کی نظروں سے اوجھل رہی ہے کہ تاریخ ایسی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے کہ کسی قوم نے غیر ملکی حکومت کے سائے میں ترقی حاصل کی ہو۔ پھر جہاں تک ملت اسلامیہ کا تعلق ہے، اس کی ترقی کا اصل ضامن خود اسلام ہے"۔

بعض مقامات پر مصنف کے نقطہ نظر سے اتفاق نہیں کیا جا سکتا، مثلاً محمد بن عبدالوہاب کی تحریک کے بارے میں وہ کہتے ہیں: "مسلم ذہن پر اس کا بہت بڑا اثر ہوا ہے۔ مسلمانوں کی عادات و اطوار بدلنے کے لیے اس نے بہت مدد دی ہے۔ آج عبدالوہاب کو برا بھلا کہنے کے باوجود بھی لاشعوری طور پر لوگ ان کے پیروکار ہیں۔ عوام قبر پرستی سے دور ہو چکے ہیں اور حقیقی خیالات اور عقائد کی پیروی کرنے لگے ہیں"۔ ہمارے خیال میں یہ بات حالات و حقائق کے خلاف ہے۔ اسی طرح اشتراکیت کے متعلق یہ کہنا کہ اس سے: "مسلم دنیا کو تقویت ملی ہے (اور) وہ اپنی جدوجہد آزادی کو تیز کر سکی ہے" غلط فہمی پر مبنی ہے، بلکہ اشتراکیت کے بارے میں تو مصنف کے خیالات میں تضاد بھی ملتا ہے۔ ایک جگہ تو وہ کہتے ہیں کہ: "اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اشتراکیت سے اسلام کو کوئی خطرہ ہے؟ یقیناً ہمیں اس سے کوئی خطرہ نہیں

ہے" (ص ۱۴۰)، مگر چند صفحات بعد لکھتے ہیں: "ایک ایسا وقت ضرور آتا ہے کہ اشتراکیت اسلام کے خلاف نبرد آزما ہو جائے گی، لہٰذا اس وقت کے لیے مسلمانانِ عالَم کو تیار رہنا ہو گا" (ص ۱۴۵)۔ ترکی کے "عظیم محسن اور دنیا کی عظیم شخصیت" کمال اتاترک پر مصنف کا نقد و انتقاد بس اس ایک جملے تک محدود رہا ہے کہ "ترک ناداں نے مسلمانوں کی مرکزیت کو پارہ پارہ کر دیا" (ص ۱۲۰)۔ علامہ اقبال کے سوانحی خاکے میں بھی متعدد واقعاتی غلطیاں موجود ہیں۔

کتابت و طباعت اوسط معیار سے بھی فروتر ہے۔ ترتیب و تدوین کی بعض خامیاں بھی کھٹکتی ہیں۔ کئی حوالے نامکمل اور چند ایک ندارد۔ کہیں کہیں عبارت نظر ثانی کی محتاج ہے، مگر بحیثیت مجموعی صادق حسین طارق کی یہ کاوش خوش آیند اور قابل قدر ہے۔

لہو رنگ پکنک: از محمد افتخار۔ ناشر: البدر پبلی کیشنز اردو بازار لاہور۔ صفحات: ۷۹۔ قیمت ۱۸ روپے۔

یہ کتاب کشمیر کی حالیہ تحریک آزادی کے حوالے سے، سکول کے بچوں کے لیے چھوٹی چھوٹی سات کہانیوں کا مجموعہ اگرچہ سپاٹ واقعات پر مشتمل ہے، مگر جذبۂ جہاد سے سرشار کشمیری بچوں اور نوجوانوں کے کردار، جدوجہد آزادی میں والہانہ انداز میں حصہ لیتے نظر آتے ہیں۔ اس نوع کی کتابوں میں زبان و اسلوب اور املا پر خاص توجہ دینی چاہیے۔

سیرت حضرت عبداللہ بن عمرؓ: از ابن عبدالشکور۔ ناشر: دعوت اسلام سنٹر بنگلور، بھارت۔ صفحات: ۴۰۰۔ قیمت: ۶۰ روپے۔

مولف نے حضرت عمرؓ کے فرزند اور جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہؓ کے حالات و فرمودات مختلف ماخذات سے یکجا کیے ہیں۔ یہ ایک مربوط سوانح عمری تو نہیں بن سکی، مگر مولف نے اس موضوع پر مفید لوازمہ جمع کر دیا ہے۔ (رفیع الدین ہاشمی)۔

وضاحت

۱۔ ترجمان القرآن میں ترجیحاً دینی اور علمی کتابوں پر تبصرے شائع کیے جاتے ہیں۔

۲۔ تبصرے کے لیے کتاب کے دو نسخے آنا ضروری ہیں۔

۳۔ تبصرے کے لیے مطبوعات براہ راست: مدیر ترجمان القرآن منصورہ، لاہور ۵۴۵۷۰ کو بھیجی جائیں۔